گھریلو تشدد (نشوز و ضرب) سے متعلق قرآنی نصوص کی عصری تعبیرات: تجزیاتی مطالعہ

Modern Interpretations of Qur'anic Texts on Domestic Violence (Nushūz and Ḍarb): An Analytical Study

Zeeshan Sarwar
PhD Research Scholar,
Department of Islamic Thought and Culture,
Allama Iqbal Open University, Islamabad
Email: zeekhan898@gmail.com
Prof. Dr Shah Mohyuddin Hashmi
Dean Faculty of Arabic and Islamic Studies,
Allama Iqbal Open University, Islamabad

Abstract

The Qur'an addresses various aspects of marital relations, including the mutual rights and duties of spouses and the framework for maintaining harmony within family life. Within this thematic domain, the concepts of nushūz (marital discord) and ḍarb (commonly understood as "striking") have long remained among the most debated and contested issues in discussions on gender in Islamic thought. Classical exegetes and jurists have presented diverse interpretations regarding the meanings and applications of these terms. In the contemporary period, evolving notions of gender equality, human rights, and the protection of women have significantly shaped scholarly discourse, leading to renewed interpretations of the relevant Qur'anic verse. Modern scholars and thinkers—drawing on linguistic analysis, contextual readings, and the ethical spirit of the Qur'an—critically reassess traditional understandings and propose alternative interpretations.

This research provides an analytical study of the terms nushūz and ḍarb, examining their linguistic roots, contextual usage, and interpretive trajectories to investigate whether Islamic teachings provide any justification for domestic violence. The study evaluates the perspectives of classical exegetes and jurists, as well as contemporary Arab scholars, Indo-Pak scholars, modern reformist thinkers, and feminist scholars. Through this comprehensive analysis, the research aims to contribute to the broader discourse on

gender, ethics, and Qur'anic hermeneutics in the modern era.
Keywords: nushūz (marital discord) ḍarb (commonly understood as "striking") Domestic Violence, Modern Reformist Thinkers, Feminist Thinkers

قرآن مجید میں میاں بیوی کے باہمی تعلقات، حقوق و فرائض اور ازدواجی زندگی کے نظم و ضبط کے حوالے سے موضوعات موجود ہیں۔ ان موضوعات میں صنفی مسائل کی ذیل میں نشوز اور ضرب ایک معرکۃ الاراء مسئلہ ہے۔ اس حوالے سے قدیم مفسرین اور فقہاء کی متنوع تعبیرات موجود ہیں اور عصر حاضر میں بھی اہل علم نشوز اور ضرب کو مختلف تناظر میں تعبیر کر رہے ہیں۔ عصرِ حاضر میں صنفی مساوات، انسانی حقوق اور خواتین کے تحفظ جیسے تصورات نے فکری سطح پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں اور قرآن کے اس موضوع کے حوالے سے نئی تعبیرات و تشریحات سامنے آ رہی ہیں اور مختلف اہل علم اور مفکرین اس آیت کے روایتی فہم کو تنقیدی نگاہ سے دیکھتے ہوئے آیت کے لسانی ساخت، سیاق و سباق اور اخلاقی روح کے تناظر میں متبادل آیت کے تعبیرات پیش کر رہے ہیں۔

وَاللَّاتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا۔(1)

ترجمہ: "اور جن سے تمہیں سر تابی کا اندیشہ ہو تو ان کو نصیحت کرو اور ان کو ان کے بستروں میں تنہا چھوڑ دو اور ان کو سزا دو" اس آیت کے حوالے سے ہمارے مفسرین اور فقہاء کا تقریباً اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر بیوی کی طرف سے خاوند کو "نشوز" کا اندیشہ ہو تو وہ اس آیت میں دی گئی ترتیب اور تدریج کو اختیار کرتے ہوئے اس کو جسمانی سزا بھی دے سکتا ہے۔ چونکہ جسمانی سزا (وَاضْرِبُوهُنَّ) کے ایک سنجیدہ مسئلہ ہے اور اس کا مطلب کیا ہے اور اس کا اطلاق کن صورتوں پر ہوتا ہے۔ اس حوالے سے ایک تجزیاتی مطالعہ پیش کیا جائے گا جس میں "نشوز" اور "ضرب" کے حوالے سے لغوی، سیاقی اور مختلف تعبیری جہات کا جائزہ لیتے ہوئے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی جائے گی کہ آیا گھریلو تشدد کو اسلامی تعلیمات میں جواز حاصل ہے یا نہیں۔ اس ضمن میں قدیم مفسرین و فقہاء، معاصر، اہل عرب، پاک و ہند کے علماء، جدید اصلاح پسند مفکرین اور فیمنسٹ مفکرین کے آراء کا تجزیہ پیش کیا جائے گا۔

1. نشوز کی لغوی تعریف

"نشوز یعنی نافرمانی "نشز" سے ماخوذ ہے زمین کے ابھرے ہوئے حصے کو نشوز کہتے ہیں۔ جب کوئی فرد بیٹھا ہوا ہو اور وہ کھڑا ہو جائے تو کہا جاتا ہے کہ نشز الرجل۔ سورۃ مجادلہ آیت میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "وَإِذَا قِيلَ

انشُزُوا فَانشُزُوا "یعنی کہ جب کہا جائے کہ اٹھ جاؤ تو اٹھا جایا کرو۔ یعنی اللہ کے کسی بھی امر کو پورا کرنے یا جنگ کے لیے اٹھو۔ سورۃ نساء کے سیاق میں اس کا مطلب ہے کہ اگر تمہیں بیویوں کی طرف سے نافرمانی کا ڈر ہو یا اللہ تعالیٰ نے خاوند کی اطاعت کے لیے جو کچھ ان پر واجب کیا ہے اسے نظر انداز کرنے کا اندیشہ ہو۔ ابو منصور لغوی کہتے ہیں: نشوز اس کراہت کو کہتے ہیں جو میاں کو بیوی سے ہو یا بیوی کو خاوند سے ہو۔ عورت کو ناشز بھی کہہ سکتے ہیں اور ناشزہ بھی۔ ابن فارس کہتے ہیں کہ عورت کا نشوز اس وقت ثابت ہو گا کہ جب وہ اپنے خاوند کی نافرمان ہو جائے اور خاوند کا نشوز اس وقت ہو گا جب وہ بیوی کو مارے یا نظر انداز کرے"۔(2)

2. قدیم مفسرین اور فقہاء کے نزدیک نشوز اور ضرب سے متعلق تعبیرات

قدیم مفسرین اور فقہاء کے نزدیک عورت کے نشوز اور اس کے نتیجے میں ضرب سے متعلق تعبیرات میں کچھ اختلاف موجود ہے لیکن اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ بیوی کو مار شدید نہ ہو، تشدد نہ ہو اور اس سلسلے میں قرآن میں بتائے گئے تمام مراحل کو ترتیب سے مکمل کیا جائے۔

2.1 قدیم مفسرین کے نزدیک نشوز اور ضرب کی تعبیرات

مقاتل بن سلیمان کے نزدیک نشوز سے مراد بیوی کی نافرمانی ہے۔ اگر شوہر کو بیوی کی نافرمانی کا معلوم ہو تو وہ اسے نصیحت کرے اور باز نہ آنے پر بستر سے علیحدہ ہو اور اگر بیوی ان تدابیر سے مرد کی اطاعت نہ کرے تو اس کو مارنے کی اجازت ہے۔ مقاتل بن سلیمان کے نزدیک واضربوھن سے مراد ضرباً غیر مبرح یعنی غیر شائن یعنی ایسی مار جو اثر نہ چھوڑے اور سخت نہ ہو۔(3)

امام ابن جریر طبری کے نزدیک نشوز کی تعبیر بیوی کا اپنے شوہروں پر برتری حاصل کرنا اور نافرمانی کے باعث ان کے بستر سے دور ہونا اور ان معاملات میں ان کی مخالفت کرنا جن میں ان کی اطاعت لازم تھی اور شوہروں کے ساتھ بغض اور بے رخی وغیرہ شامل ہیں۔(4)

امام ابن جریر طبری اس آیت کی تاویل میں متفق ہیں کہ نشوز کی صورت میں عورت کو پہلے سمجھایا جائے گا۔ نہ سمجھنے کی صورت میں بستروں سے علیحدگی اختیار کی جائے گی اور آخری مرحلہ عورتوں کے ضرب ہے۔(5)

واضربوھن کی تعبیر سے متعلق ابن جریر طبری نے مختلف اقوال اکٹھے کیے ہیں:

وقال اهل التاويل : صفة الضرب التى اباح الله لزوج الناشزان يضربها: الضرب غير المبرح۔(6)

ترجمہ: اہل تاویل کا موقف ہے کہ نافرمان عورت کو مارنے کی حد جو اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے وہ ضرب غیر مبرح یعنی ایسی مار جو اثر نہ چھوڑے۔

امام ابن جریر طبری نے ضرب غیر مبرح سے متعلق صحابہ اور تابعین کی مختلف تعبیرات نقل کیے ہیں۔ حضرت ابن عباس اور عطا بن ابی رباح کے نزدیک ضرب غیر مبرح سے مراد مسواک یا اس کی مثل چیز سے مارنا مراد ہے۔ حضرت ابن عباس سے یہ بھی نقل ہے کہ ایسی مار نہ ہو جو ہڈی توڑے۔ قتادہ کے نزدیک ضرب غیر مبرح یعنی غیر شائن یعنی اثر پذیر نہ ہو۔ حضرت حسن بصری کے نزدیک ضرب یعنی مار مؤثر نہ ہو۔[7]

صاحب کشاف زمخشری کے نزدیک نشوز سے مراد "ان تعص زوجها ولا تطمئن اليه "[8] یعنی عورت اپنے خاوند کی نافرمانی کرے اور اس سے مطمئن نہ ہو۔ زمخشری کے نزدیک عورت کی نشوز کی صورت میں پہلا مرحلہ وعظ و تلقین ہے پھر بستر سے جدائی اور آخری مرحلہ ضرب ہے۔ زمخشری کے نزدیک واضربوھن سے مراد ہے "يجب ان يكون ضربا غير مبرح ولايجر حها ولا يكسرلها عظما ويحتنب الوجه"[9]

ترجمہ: یہ ضروری ہے کہ مار ایسی ہو جو اثر نہ کرے، جو زخمی نہ کرے جو ہڈی نہ توڑے اور منہ پر مارنے سے اجتناب کیا جائے۔

امام فخر الدین رازی کے نزدیک نشوز سے مراد مصعية الزوج والترفع عليه بالخلاف یعنی شوہر کی نافرمانی اور اس کے خلاف سرکشی اختیار کرنا ہے۔ امام رازی نشوز کی علامات بیان کرتے ہیں کہ جب شوہر بیوی کے پاس آتا ہے تو وہ اس کے لیے اٹھ کھڑی ہوتی ہے یا جب وہ کوئی کام کہتا ہے تو وہ فوراً کی تعمیل کرتی ہے اور جب وہ قربت چاہتا ہے تو خوشی سے اس کے بستر میں آتی ہے پھر جب یہ تمام حرکات بدل جائیں تو یہ نشوز یعنی شوہر کی نافرمانی ہے۔[10]

واضربوھن کے حوالے سے امام رازی امام شافعی کا قول نقل کرتے ہیں کہ "والضرب مباح و تركه افضل "یعنی نشوز کی صورت میں عورتوں کو مارنا مباح ہے لیکن اس کا ترک کرنا افضل ہے۔[11] امام رازی واضربوھن کے حوالے سے امام شافعی اور دیگر شافعی فقہاء کی تعبیرات یوں نقل کرتے ہیں:

"امام شافعیؒ نے فرمایا: یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ بہتر یہ ہے کہ عورت کو نہ مارا جائے۔ لیکن اگر کوئی اسے مارتا ہے تو اس ضرب میں یہ ضروری ہے کہ وہ مار اس طرح ہو کہ بالکل بھی ہلاکت کا سبب نہ بنے یعنی وہ مار مختلف حصوں پر تقسیم کی جائے اور ایک ہی جگہ مسلسل نہ پڑے اور چہرے سے بچا جائے کیونکہ چہرہ حسن کا مجموعہ ہوتا ہے اور مار چالیس ضربوں سے کم ہو۔ ہمارے بعض اصحاب نے کہا: بیس ضربوں سے زیادہ نہ ہو کیونکہ غلام کے لیے یہ ایک مکمل حد ہے اور بعض نے کہا: مارنا کپڑے سے لپٹے ہوئے ہاتھ یا رومال سے ہونا چاہیے اور کوڑوں یا لاٹھی سے نہیں مارنا چاہیے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس معاملے میں ہر ممکن تخفیف ملحوظ رکھی جائے"۔[12]

تاہم امام رازی کے نزدیک نشوز کی صورت میں وعظ اور نصیحت اور بستروں سے علیحدگی کے باوجود مشروط شکل میں بیویوں کو مارنے کی اجازت ہے لیکن ان کے نزدیک ظلم کرنے کی اجازت شوہروں کو کسی صورت میں نہیں ہے۔ وہ "فلاتبغوا علیهن سبیلا" سے استدلال کرتے ہیں کہ اس کا مقصد شوہروں کو بیویوں پر ظلم کرنے سے روکنے کی دھمکی دیناہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ بیویاں تمہارے ظلم کو روکنے سے عاجز آجائیں اور تمہارے خلاف انصاف لینے میں ناکام ہو جائیں تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ غالب اور قادر ہے وہ ان کے حق میں تم سے بدلہ لے گا اور ان کا حق تم سے پورا کرے گا۔[13]

امام قرطبی کے نزدیک نشوز سے مراد "عصیا نهن وتعالهن عما او جب الله علیهن من طاعة الازواج" یعنی بیویوں کو خاوندوں کی اطاعت کے مقابلے میں نافرمانی اور سرکشی ہے۔[14]

واضر بوھن سے پہلے ترتیب کی ذیل امام قرطبی کا موقف ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ سب سے پہلے عورتوں کو نصیحت کی جائے پھر انہیں بستروں میں علیحدہ چھوڑ دیا جائے۔ اگر یہ دونوں طریقے اثر نہ کریں تو پھر مارا جائے کیونکہ یہی وہ طریقہ ہے جو عورت کی اصلاح کرے گا اور اسے اس کے حقوق کی ادائیگی پر آمادہ کرے گا۔[15]

امام قرطبی عورتوں کو ضرب مارنے کو اصلاح کی نیت سے ادب و تادیب کو مفہوم میں لیتے ہیں اور تشدد کی سخت مخالفت کرتے ہیں:

"اور اس آیت میں ضرب (مارنا) سے مراد ادب سکھانے کے لیے ہلکی مار ہے جو نہ ہڈی توڑے اور نہ کسی عضو کو زخمی کرے جیسے ہلکا سا دھکا دینا وغیرہ کیونکہ اس کا مقصد اصلاح کرنا ہے۔ اس کے سوا کچھ نہیں ہے اس لیے اگر مارنے سے ہلاکت واقع ہو جائے تو تاوان لازم ہو گا"۔[16]

ابن العربی نے احکام القرآن میں بعض ائمہ سے عورتوں کو مطلقاً مارنے کی ممانعت یا خلاف اولیٰ کا قول نقل کیا ہے۔ ابن العربی نے تابعی عطا بن ابی رباح کا قول نقل کیا ہے "لایضربها ان امرها ونهاها فلم تطعه ولکن یغضب علیها" کہ مرد عورت کو نہ مارے اگرچہ وہ اس کو حکم دے اور منع کرے اور وہ اس کی اطاعت نہ کرے لیکن مرد اپنی بیوی پر غصہ کرے۔ ابن العربی کہتے ہیں کہ یہ قول عطاء کی فقہ میں سے ہے اور امام شافعی کا بھی بیوی کو نہ مارنے کی طرف رجحان ہے کہ بیوی کو مارنے سے گریز کیا جائے۔ کہ نبی کریمؐ کا ارشاد ہے "لاتضربوا اماء الله" ترجمہ: اللہ کی باندیوں کو مت مارو۔ یعنی عطا اور امام شافعی نے اس حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے جو مکہ کی خواتین اور مدینہ کی خواتین کے درمیان اختلاف کے سیاق و سباق میں ہے اور انہوں نے اس حدیث کے ذریعے قرآنی نص کے ظاہری معنی کو محدود کیا ہے۔[17]

ابن العربی عورت کی تادیب کا جواز آیت "وللرجال علیهن درجة" سے استدلال کرتے ہیں۔[18]
لیکن ابن العربی کے ہاں ضرب صرف عورت کی تادیب واصلاح کے لیے ہے۔
ابن کثیر کے نزدیک ناشزہ عورت کی تعریف یوں ہے

"المرأة الناشز : هی المرتفعة علی زوجها ، التارکة لامره، المعرضته عنه المنعفة له "[19]

ترجمہ: عورت کا نشوز یہ ہے کہ وہ اپنے شوہر پر برتری ظاہر کرے اس کے حکم کو نہ مانے، اس سے منہ موڑے اور اسے ناپسند کرے۔

ابن کثیر کے نزدیک نشوز کسی صورت میں اصلاح اور جدائی کے بعد واضر و بوھن کی تعبیر بیان کرتے ہوئے تشدد کی نفی کرتے ہیں:

"وقال الفقهاء هو ان لایکسر فیها عضواً ، ولا یوثر فیها شیئاً۔[20]

ترجمہ: فقہاء کا موقف ہے کہ عورت کو مارنے میں کوئی عضو نہ ٹوٹے اور نہ ہی اس پر کوئی نشان پڑے۔

ابن کثیر کی طرح دیگر مفسرین بھی عورت کو مارنے کو تشدد کے مفہوم میں نہیں بلکہ زجر اور تادیب کے مفہوم میں لیتے ہیں۔ ابن عادل اللباب میں واضر بوھن کی کیفیت نقل کرتے ہیں:

"وقال بعض العلماء : یکون الضرب بمندیل غیر ملفوف او بیده ولا یضربها بالسیاط ولا باالعصا ء وبالجملة اتخفیف مطلوب فی هذا الباب"[21]

ترجمہ: بعض علماء نے کہا ہے مارنا ایسا ہو کہ بغیر لپٹے ہوئے رومال سے ہو یا ہاتھ سے، اور نہ اسے کوڑے سے مارے اور نہ لاٹھی سے اور مجموعی طور پر اس معاملے میں نرمی برتنا مطلوب ہے۔

امام ماوری اپنی تفسیر النکت والعیون میں عورتوں کو مارنے کے مقصد کو تادیبی قرار دیتے ہیں:

"والذی ابیح له من الضرب ماکان تادیباًیزجرها عن النشوز غیر مبرح ولا منهك"[22]

ترجمہ: خاوند کو اپنی بیوی کو مارنے کی جو اجازت دی گئی ہے وہ ایسی ہو جو تادیبی ہو، جس سے عورت کو نشوز سے روکا جا سکے، لیکن وہ نہ تو شدید ہو اور نہ ہی تکلیف دہ حد تک ہو۔

فقہاء کے نزدیک نشوز اور ضرب کی تعبیرات

مفسرین کی طرح فقہاء بھی نشوز اور ضرب کی تعبیرات میں اس بات میں متفق ہیں کہ نشوز سے مراد خاوند کی نافرمانی اور عورت کی سرکشی ہے۔ البتہ وہ تفصیلات میں اس کا اطلاق مختلف معاملات پر کرتے ہیں اس طرح عورت کو مارنے کو فقہاء تشدد کے مفہوم میں نہیں لیتے بلکہ اس کے لیے مختلف قید و قیود لگاتے ہیں۔

2.2 فقہاء کے نزدیک نشوز کی تعبیرات

فقہاء کا نشوز کی تعبیرات میں اتفاق ہے کہ خاوند کی نافرمانی اور اس کے مقابلے میں سرکشی نشوز ہے، البتہ فقہاء نشوز کے حالات کا اطلاق مختلف معاملات پر کرتے ہیں۔ مثلاً عورت کا بلا اجازت گھر سے نکلنا، ہمبستری سے منع کرنا وغیرہ۔

فقہ حنفی: صاحب در مختار نے عورت کے نشوز کی تعریف کی ہے

"خروج الزوجة من بيت زوجها بغير حق"[23]

ترجمہ: عورت کا خاوند کی اجازت کے بغیر گھر سے نکلنا"

علامہ زیلعی نے ناشز کی تعریف یوں کی ہے:

"هي الخارجة من بيت زوجها بغير اذنه ، المانعة نفسها منه"[24]

ترجمہ: وہ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے نکل جائے اور اپنے آپ کو اس سے روک لے۔

عورت کے نشوز کی اس تعبیر کو اردن کے قانون احوال الشخصیۃ ۱۹۷۶ء میں بھی اختیار کیا گیا:

"نشوز الزوجة هو خروج المرأة من منزل زوجها بغير اذنه او عدم تمكينه من دخول بيتها او منعها نفسها منه بغير حق"

ترجمہ: عورت کا نشوز یہ ہے کہ وہ اپنے شوہر کے گھر سے بغیر اس کی اجازت کے نکل جائے یا اسے اپنے گھر میں داخل ہونے نہ دے یا اپنے آپ کو اس سے بغیر کسی جائز وجہ کے روک لے۔[25]

فقہ المالکی: مالکی فقہ الشیخ الدردیر نے عورت کے نشوز کی وسیع تعبیر کی ہے:

"نشوز یہ ہے کہ خاوند کی واجب اطاعت سے انحراف کرنا جیسے عورت شوہر کو اپنے سے لذت حاصل کرنے سے روک دے یا اسے جگہ بغیر اجازت نکل جائے جس کے بارے میں وہ جانتی ہو کہ شوہر وہاں جانے کی اجازت نہیں دیتا یا اللہ تعالیٰ کے حقوق جیسے طہارت اور نماز کو ترک کر دے یا شوہر کے لیے دروازہ بند کر دے یا اپنی ذات یا اس کے مال میں خیانت کرے"۔[26]

مالکی فقہ: صاحب سراج المسالک نے نشوز کی تعبیر و تشریح یوں کی ہے:

"النشوز هو خروج الزوجة عن طاعة زوجها بغير شرعي"[27]

ترجمہ: نشوز یہ ہے کہ بیوی بغیر شرعی جواز کے مرد کی اطاعت سے نکل جائے۔

علامہ الخرش نے نشوز سے متعلق مالکی فقہاء کے اقوال کا خلاصہ یوں بیان کیا ہے: "هو الخروج عن طاعة الزوج بمنعة الوط اوالخروج بغير اذنه او الامتناع من الدخول لغير عذر و غوذلك"[28]

ترجمہ: عورت کا نشوز یہ ہے کہ وہ ہمبستری سے انکار کی وجہ سے مرد کی اطاعت سے نکل جائے یا وہ اس کی اجازت کے بغیر گھر سے نکلے یا وہ اسے بغیر عذر کے گھر میں داخل ہونے سے روکے یا اس کی طرح کے معاملات وغیرہ۔

فقہ الشافعی: فقہائے شوافع میں علامہ شربنی نشوز کی تعریف و تعبیر اور اس کے اطلاقات کا ذکر کرتے ہیں:

"الناشزہ: ھی الخارجة عن طاعة زوجھا ـ ومن امثلة ذلك : ان تخرج من منزله بغیر اذنه ، او تمنعه من التمتع بھا، او تغلق الباب فی وجھه الی غیر ذلك "[29]

ترجمہ: ناشزہ وہ عورت ہے جو اپنے شوہر کی اطاعت سے باہر نکل جائے۔ اس کی مثالوں میں سے یہ ہے کہ وہ اس کے گھر سے بغیر اس کی اجازت کے نکل جائے یا اسے اپنے سے لذت حاصل کرنے سے روک دے یا اس کے سامنے دروازہ بند کر دے اور اس کے علاوہ دیگر امور بھی شامل ہیں۔

فقہ حنبلی: ابن قدامہ کے نزدیک نشوز کی تعریف یوں ہے:

معنی النشوز: معصیة الزوج فیما فرض الله علیھا من طاعته۔[30]

ترجمہ: نشوز کا مطلب ہے شوہر کی نافرمانی کرنا، اس معاملے میں جن میں اللہ تعالیٰ نے شوہر کی اطاعت عورت پر فرض کی ہے۔

علامہ البھوتی نے نشوز کی مختلف تعبیرات بیان کی ہیں:

"واذا انشرت المرأة فلانفقة لھا، لانھا مقابل اتمکین وقدزال، او سافرت بغیر اذنه لانھا ناشزہ ـ او لم تمکنه من الوط او مکنته منه دون بقیة الاستمتاع کا لقبلة والمباشرة"[31]

ترجمہ: "اگر کوئی عورت نشوز (نافرمانی) اختیار کرے تو اس کے لیے کوئی نفقہ نہیں ہے۔ کیونکہ نفقہ اس کے شوہر کو اپنے پاس آنے دینے کے بدلے میں ہوتا ہے اور جب یہ حق ختم ہو جائے تو نفقہ بھی ساقط ہو جاتا ہے یا اگر وہ اس اجازت کے بغیر سفر کرے کیونکہ وہ ناشزہ ہے یا اگر وہ ایسے جماع کی اجازت نہ دے یا جماع کی اجازت دے لیکن باقی لذت حاصل کرنے کی اجازت نہ دے، جیسے بوسہ یا مباشرت وغیرہ"۔

2.3 فقہا کے نزدیک ضرب کی تعبیرات

فقہاء کے نزدیک عورت کو مارنے کا مقصد اصلاح وزجر و توبیخ ہے اور یہ صرف عورت کی نشوز کی صورت میں ہے اور فقہاء کے نزدیک عورت کو ضرب انتہائی اقدام ہے جب ان کو وعظ اور بستر سے علیحدگی کا کوئی اثر نہ ہو۔

ضرب کی شروط: جمہور فقہاء کے نزدیک سورۃ النساء آیت میں بتائی گئی ترتیب واجب ہے اور عورتوں سے بستروں سے علیحدگی اس وقت تک نہ ہو جب تک اس پر وعظ و نصیحت کا اثر نہ ہو۔[32]

ابن قدامہ حنبلی کا موقف ہے کہ اس آیت میں مقدر حذف ہے جس کا مفہوم ہے اور وہ عورتیں جن

سے تمہیں نشوز کا خطرہ ہو انہیں نصیحت کرو۔ اگر وہ پھر بھی نافرمانی کریں تو انہیں بستروں میں علیحدہ کر دو پھر اگر وہ باز نہ آئیں۔ نشوز کے خوف پر ضرب (مارنا) نہیں دی جاتی جب تک کہ اس کا اظہار نہ ہو جائے اس لیے کوئی اختلاف نہیں ہے۔(33)

ابن دقیق العید کا موقف ہے:

"ضرب المرأة مفسدة لا توقع الابعد العجز عن دفعها بما دونه"(34)

ترجمہ: عورت کو مارنے میں فساد ہے جو بغیر ضرورت کے جائز نہیں ہے۔

کویت کی فقہی انسائیکلوپیڈیا میں فقہائے مالکیہ کا موقف نقل ہے:

"مالکیہ اور شافعیہ نے نافرمان بیوی کو مارنے کی مشروعیت کے لیے شرط رکھی ہے کہ شوہر کو یقین ہو یا غالب گمان ہو یا وہ سمجھتا ہو کہ مارنے سے اس کی تربیت اور نشوز سے باز رکھنے میں فائدہ ہو گا۔ اگر غالب گمان ہو کہ مارنے سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا تو بیوی کو مارنا جائز نہیں ہے بلکہ حرام ہے کیونکہ یہ ایک بے ضرورت سزا ہے۔"(35)

مالکی فقیہ ضیاء الدین الجندی المالکی بھی مارنے کو ضرورت اور اصلاح سے مشروط کرتے ہیں:

"واذا غلب على ظنه ان الضرب لايفيد لم يجز له ضربها، لان المقصود صلاح الحال، والوسيلة عند ظن عدم مقصدها لاتشرع "(36)

ترجمہ: اگر غالب گمان ہو کہ مارنے سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا تو بیوی کو مانا جائز نہیں کیونکہ اصلی مقصد اصلاح ہے اور جب مقصد کے عدم حصول کا گمان ہو تو وہ ذریعہ جائز نہیں۔

2.4 فقہاء کے نزدیک ضرب کی قیود و شروط

فقہاء کے نزدیک عورت کو ضرب مارنا تشدد کے مفہوم میں نہیں ہے بلکہ فقہاء اس بات پر مفسرین کے ساتھ متفق ہیں کہ ضرب ایسی ہو جو اثر نہ کرے، ہڈی نہ توڑے اور اعضاء کو ضائع نہ کیا جائے۔

صاحب بدائع الصنائع عورت کو مارنے کی قیود بیان کرتے ہیں:

"فان تركت النشوز والاضربها عند ذلك ضرباً غير مبرح ولا شائن"(37)

ترجمہ: اگر بیوی نشوز سے باز نہ آئے تو اس کو مارا جائے جو زخمی نہ کرے اور سخت نہ ہو۔

حاشیۃ العدوی میں ضرب کی مزید وضاحت ہے:

"قوله خفيفا اى غير مبرح و هوالذى لايكسر عظماط لا يهشم لحماً ولايشين جارحة "(38)

ترجمہ: ہلکی مار سے مراد غیر مبرح ہے۔ یعنی ایسی مار جو ہڈی نہ توڑے نہ ہی گوشت کو کچلے اور زخم پر زخم لگائے۔

امام ماوردی عورت کو مارنے کی حدود کے حوالے سے امام شافعی کا مذہب نقل کرتے ہیں:

"ولا يضربها ضرباً مبرحاً ، ولا مدمياً ، ولا مزمناً ويتقى الوجه"[39]

ترجمہ: خاوند اپنی بیوی کو انتہائی سخت مار جو خون بہائے، اعضاء کو نقصان پہنچائے اور منہ پر مارنے سے گریز کرے۔

امام ابن حزم نشوز کی صورت میں ضرب کی حدود بیان کرتے ہیں:

"وضربها بمالم يولم ، ولايجرح، ولا يكسر ، ولا يعفن ،لما اباح الضرب ولم الجراح، ولا كسر العظام ولا تصفين اللحم"[40]

ترجمہ: عورت کو ایسی مار دی جائے جو درد نہ دے اور اس زخم نہ ہوں نہ ہڈی ٹوٹے اور نہ اس کی جسامت خراب ہو۔ مارنے کی اجازت ہے لیکن زخم دینا، ہڈی توڑنا اور گوشت کو خراب کرنا جائز نہیں ہے۔

کویت کی انسائیکلوپیڈیا میں عورت کو ضرب سے متعلق فقہاء کی مختلف تعبیرات بیان ہوئی ہیں۔

"بعض شافعیہ اور حنابلہ کا موقف ہے کہ شوہر نشوز کی صورت میں بیوی کی عصا یا کوڑے کے ذریعے تادیب کرے جو غیر مبرح یعنی ہڈی نہ توڑے، خون نہ بہائے اور اثر نہ چھوڑے۔ بعض مالکی، شافعی اور حنبلی فقہاء کا موقف ہے کہ خاوند بیوی کو مسواک یا اس کی مثل کوئی چیز یا لپٹے ہوئے رومال یا ہاتھ سے مارے لیکن کوڑے، عصا یا لکڑی سے مارنے سے گریز کرے۔ کیونکہ مقصد تادیب ہے۔[41]

3. نشوز وضرب سے متعلق عصری تعبیرات

نشوز وضرب سے متعلق معاصر اہل علم کی تعبیرات نشوز وضرب سے متعلق معاصر اہل علم کی متنوع تعبیرات ہیں اور ان اہل علم نے عصر حاضر کے چیلنجز کے تناظر میں صنفی مسائل کی تعبیرات پیش کی ہیں۔ ان اہل علم میں اہل عرب وپاک ہند کے اہل علم، جدید اصلاح پسند مفکرین اور فیمنسٹ مفکرین شامل ہیں۔

3.1 عرب مفسرین واہل علم کی عصری تعبیرات

ماضی قریب اور عصرِ حاضر کے عرب مفسرین اور اہل علم نے عورت کے نشوز اور ضرب کی تعبیرات کو مختلف تناظر میں دیکھا اور ان کی توجیہات پیش کی ہیں۔ علامہ رشید رضا کے نزدیک نشوز کا مفہوم عورت کا مرد کی قوامیت کا مقابلہ کرنا ہے اور اپنی فطرت سے ہٹ جانا ہے:

"نشوز کا اصل معنی "اوپر اٹھنا" ہے۔ اس سے مراد وہ عورت ہے جو مرد کے حقوق سے دستبردار ہو جاتی ہے، اس پر بلند ہو جاتی ہے اور کوشش کرتی ہے کہ اپنے سرپرست پر حاوی ہو جائے بلکہ وہ اپنی فطرت سے بھی بلند ہو جاتی ہے اور وہی چیز جو نظام فطرت کے مطابق تعامل میں ضروری ہے اس سے بھی ہٹ گئی ہو"۔[42]

علامہ رشید رضا کی نشوز کی تعبیر میں عورت کی نافرمانی، گھر کے نظم کی بربادی وغیرہ شامل ہے۔ علامہ

رشید رضا عورت کے نشوز کی صورت میں وعظ و نصیحت اور بستر سے علیحدگی کی ناکامی کی صورت میں ضرب کو غیر مبرح یعنی ایسی مار جو شدید اور زخمی نہ کرے سے مشروط کرتے ہیں۔ اسی طرح وہ ضرب کی صورتوں میں قدیم مفسرین کی طرح مسواک، ہاتھ یا چھوٹی چھڑی سے مارنے کو ترجیح دیتے ہیں۔(43) علامہ رشید رضا نشوز کی صورت میں ضرب کو انتہائی اقدام اور آخری چارہ کار کے طور پر تعبیر کرتے ہیں، جب اصلاح کی کوئی صورت ممکن نہ ہو اس حوالے سے علامہ رشید رضا عورت کو ضرب مارنے سے متعلق اپنے ارشاد مفتی محمد عبدہ کے خیالات نقل کرتے ہیں:

"عورتوں کو مارنے کا جواز عقل یا فطرت کے لحاظ سے کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے کہ جسے تاویل کی ضرورت ہو۔ یہ امر اس وقت ضروری ہوتا ہے جب معاشرہ بگڑ جائے اور اخلاق فاسد ہو جائیں۔ اس کی اجازت صرف اس وقت ہے جب مرد دیکھے کہ عورت کا اپنی سرکشی سے پلٹنا مارے بغیر ممکن نہیں ہے لیکن اگر معاشرہ درست ہو جائے، عورتیں نصیحت کو سمجھنے لگیں، وعظ کو قبول کرلیں یا علیحدگی سے باز آجائیں تو مارنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ شریعت ہر حالت کے لیے مناسب حکم رکھتی ہے۔ ہم ہر حال میں عورتوں کے ساتھ نرمی برتنے، ان پر ظلم سے بچنے، انہیں بھلے طریقے سے روکنے یا انہیں احسان کے ساتھ آزاد کرنے کا حکم رکھتے ہیں۔(44)

احمد مصطفیٰ المراغی کے نزدیک نشوز سے مراد عورت کی نافرمانی اور ازدواجی حقوق شوہروں کی مرضی کے طریقے کے بغیر ادا کرنا مراد ہے اور وعظ و نصیحت اور بستروں سے علیحدگی کے بعد ضرب سے مراد ضرب غیر مبرح ہے۔ یعنی ایسا مارنا جو سخت تکلیف دہ نہ ہو، جیسے ہاتھ سے یا چھڑی سے ہلکا مارنا مراد ہے۔(45)

احمد مصطفیٰ المراغی بھی علامہ رشید رضا کی طرح نشوز کی آخری حد کی صورت میں عورتوں کو مارنے کی توجیہ بیان کرتے ہیں اور ناگزیر صورتحال اور آخری چارہ کار کے طور پر عورتوں کو مارنے کا جواز و توجیہ پیش کرتے ہیں:

"بعض مسلمان جو کہ مغرب کی تقلید کرتے ہیں ان کے لیے یہ بات عجیب ہے کہ وہ ناشزہ عورت کو مارنے کی مشروعیت کو سمجھیں۔ لیکن اس بات کو نہیں سمجھتے کہ ایک عورت جب ناشزہ ہو جائے تو وہ خود اس پر فوقیت لے آتی ہے اور اس کے نتیجے میں وہ مرد جو معزز ہوتا ہے وہ ذلیل ہو جاتا ہے۔ وہ اس کی نصیحتوں اور وعظوں پر دھیان نہیں دیتی اور نہ ہی وہ اس بے اعتنائی اور علیحدگی کو اہمیت دیتی ہے۔ اگر یہ چیز ان کے لیے ناقابل برداشت ہے تو انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ خود مغربی لوگ بھی اپنی تعلیم یافتہ اور مہذب عورتوں کو مارتے ہیں، بلکہ یہ کام ان کے حکماء، علماء اور رہنما بھی کرتے ہیں۔ یہ ایک ایسی ضرورت ہے جس کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے، خاص طور پر ایک ایسے دین میں جو کہ تمام قسم کے لوگوں کے لیے ہے، خواہ وہ بدو ہوں یا شہری، کیسے اس کو مسترد کیا جاسکتا ہے جبکہ عقل اور فطرت اس کی حمایت کرتی ہیں، خاص طور پر جب ماحول بگڑ جائے اور بداخلاقی غالب آجائے اور مرد کے پاس اس

کے سوا کوئی چارہ نہ ہو کہ وہ عورت کے ناشز ہونے پر اسے مارے تا کہ وہ اپنی نافرمانی سے رجوع کر سکے۔(46)

ابو زہرہ کے نزدیک نشوز کا اطلاق عورتوں کے اس طبقے پر ہوتا ہے جو نافرمان اور غیر صالح ہوتی ہیں اور نشوز سے مراد بیوی کا ان امور سے انحراف کرنا ہے جو ازدواجی زندگی میں بیوی کی اپنے شوہر کی اطاعت اور اپنے گھر کے معاملات کی دیکھ بھال کے حوالے سے لازم ہیں۔(47) گویا ابو زہرہ نشوز کو بیوی کا شوہر کی اطاعت اور گھریلو خانگی زندگی کو غیر استحکام کرنے کے تناظر میں تعبیر کرتے ہیں۔ ابو زہرہ نشوز کی صورت میں وعظ و نصیحت، علیحدگی اور ضرب کو بالترتیب نشوز کا علاج قرار دیتے ہیں۔ پہلے دو علاج کی ناکامیابی کی صورت میں ابو زہرہ ضرب کو آخری اور انتہائی ناگزیر علاج درج ذیل الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"تیسرا علاج نشوز کی صورت میں مارنا ہے اور یہ آخری درجے کا علاج ہے جس کا استعمال صرف اس وقت کیا جاتا ہے جب پہلے دو علاج ناکام ہو جائیں۔ ثابت ہے کہ جائز مار تب دی جاتی ہے جب ازدواجی زندگی اس حد تک پہنچ جائے کہ نشوز اور علیحدگی کا خطرہ ہو اور اس کو سنت نے دو شرائط کے ساتھ مشروط کیا ہے۔ پہلی شرط یہ ہے کہ مارنا سخت تکلیف دہ نہ ہو اور دوسری شرط یہ ہے کہ بے عزتی نہ ہو جیسے چہرے پر مارنے سے بچنا، اس کی صراحت سنت میں موجود ہے۔"(48)

ابو زہرہ کے نزدیک ناشزہ عورت کی سزا انتہائی کم ہے جبکہ اس کے مقابلے میں ظالم خاوند کی سزا زیادہ ہے۔ ابو زہرہ شوہر کے ظلم کی صورت میں بیوی کی شکایت پر قاضی کی دی گئی سزا کا تقابل ناشزہ عورت کی سزا سے یوں کرتے ہیں: "اور امام مالک کے مذہب میں یہ تصریح موجود ہے کہ اگر شوہر اپنی بیوی پر ظلم کرے اور وہ قاضی کے پاس شکایت کرے تو قاضی شوہر کو نصیحت کرے گا۔ اگر شکایت دوبارہ کی جائے تو قاضی بیوی کے حق میں نفقہ کا حکم دے گا اور شوہر کے لیے کچھ وقت کے لیے اطاعت کا حکم نہیں دے گا۔ اگر اس کے بعد بھی بیوی کی شکایت کرے تو قاضی اسے مارنے کی سزا دے گا تا کہ وہ سیدھا ہو جائے۔ یہ تین سزائیں شوہر کی بیوی کو دی جانے والی سزا کے مقابلے میں ہیں مگر یہ زیادہ سخت اور شدید ہیں۔(49)

دیگر معاصر عرب مفسرین کے برخلاف ابن عاشور عورت کو ضرب لگانے کی مختلف تعبیر پیش کرتے ہیں۔ ابن عاشوز ناشز عورت کو مارنے کو عرب بدوی معاشرے کے تناظر میں دیکھتے ہوئے رائے دیتے ہیں: "یہ آیت اس وقت میں نازل ہوئی تھی جب بیوی کو مارنا معاشرتی طور پر قابل قبول تھا۔ خاص طور پر بدوی معاشرے میں اصلاحی تدبیر کے طور پر مار پیٹ کو اس وقت کی خواتین بھی معیوب نہیں سمجھتی تھیں۔"(50)

ابن عاشور عورت کو مارنے میں تشدد کی مخالفت کرتے ہیں اور اس ضرب کو اصلاح کے مفہوم میں لیتے

ہیں اوران کے مطابق شریعت کا مقصد ضرب کو محدود کرنا ہے۔ اس حوالے سے ان کا موقف ہے: "ظاہر یہ ہے کہ ضرب کی اجازت میاں بیوی کے خاص حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے دی گئی ہے۔ اس لیے شوہر کو اپنی بیوی کو اصلاحی نیت سے ہلکی پھلکی مار مارنے کی اجازت دی گئی ہے۔ تاکہ ازدواجی تعلق کو درست کیا جاسکے اور دونوں کے درمیان بہتر معاشرت قائم رہے۔ اگر شوہر اس ضرب میں اس حد سے تجاوز کرے جو بیوی کی نافرمانی کی صورت میں جائز ہے تو وہ ظالم شمار ہو گا"۔[51]

ابن عاشور اس بات کا احتمال نقل کرتے ہیں کہ والتی تخافون کا خطاب شوہر سے بھی ہے اور حکام سے بھی۔ اس سلسلے میں ابن عاشور سورۃ کی آیت ۲۲۹ "وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا إِلَّا أَنْ يَخَافَا أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ [52]" سے استدلال کرتے ہیں کہ یہاں لکم کا خطاب شوہروں کو ہے اور فان خفتم کا خطاب حکام ہے جیسا کہ الکشاف میں ذکر ہے۔[53]

یہاں ابن عاشور نشوز کی صورت میں تادیبی اختیار کا حق شوہر یا اعلیٰ حکام کو دینے کا احتمال ظاہر کرتے ہیں لیکن دوسری جگہ ابن عاشور نشوز کی صورت میں بیوی کو تادیب کا حق حکام کو دینے کا رجحان ظاہر کرتے ہیں۔ اس حوالے سے ان کا موقف ہے:

"جہاں تک مارنے کا تعلق ہے یہ ایک خطرناک امر ہے اور اس کی حدود متعین کرنا مشکل ہے البتہ اس کی اجازت فساد کے نمایاں ہونے کی حالت میں دی گئی ہے کیونکہ تب عورت نے حدود کو پامال کیا ہوتا ہے۔ تاہم اس کی حدود کا تعین فقہ میں لازمی ہے کیونکہ اگر شوہروں کو اس کی کھلی اجازت دی جائے اور وہ اپنے غصے کو ٹھنڈا کرنے کے لیے اس کو استعمال کریں تو حد سے تجاوز کا خدشہ پیدا ہو جائے گا کیونکہ کم ہی لوگ ہیں جو سزا کو جرم کے مطابق رکھتے ہیں۔ جبکہ شریعت کے بنیادی اصول یہ ہیں کہ کوئی شخص خود اپنی طرف سے فیصلہ نہ کرے سوائے ضرورت کے۔ اس کے باوجود جمہور نے اس کو عدم ایذا اور اس امر کے ساتھ مشروط کیا ہے کہ یہ ان لوگوں سے سرزد نہ ہو جن کے درمیان مارنا تذلیل یا ضرر شمار نہ ہوتا ہو۔ لہذا ہم کہتے ہیں کہ اگر حکام کو معلوم ہو کہ شوہر شریعت کی سزاؤں کو صحیح جگہ استعمال نہیں کرتے تو انہیں اختیار ہے کہ وہ شوہروں کو اس سزا کے استعمال سے روکیں اور ان پر واضح کریں کہ جو شخص اپنی بیوی کو مارے گا اسے سزا دی جائے گی تاکہ میاں بیوی کے درمیان ضرر کی شدت نہ بڑھے خصوصاً جب روکنے والا اثر کمزور ہو۔"[54]

دوسری جگہ ابن عاشور اپنے موقف کی مزید وضاحت کرتے ہیں:

لہذا "والاتی تخافون نشوھن" کا مطلب یہ ہے کہ تم ان کی نافرمانی کے برے انجام سے ڈرتے ہو اور حکام

کے حوالے سے یہ تقاضا ہے کہ نافرمانی کے معاملات شوہروں کی شکایت کے ذریعے ان کے سامنے پیش کیے جائیں فعظوھن کا حکم حقیقی معنی میں ہے جبکہ واھجرو ھن فی المضاجع کا مطلب شوہروں کو اجازت دینا ہے کہ وہ بستروں سے علیحدگی اختیار کریں اور واضربوھن کی نسبت بھی اسی طرح ہے جیسا کہ پہلے وضاحت کی گئی ہے۔(55)

نشوز کی تعبیرات میں ڈاکٹر وحبہ الزحیلی بھی دیگر معاصر عرب مفسرین سے متفق ہیں۔ ان کے نزدیک عورت کے نشوز سے مراد وہ عورتیں ہیں جو شوہر کی نافرمان، سرکش اور باغی ہوں یعنی وہ عورتیں جو ازدواجی حدود، حقوق اور فرائض سے سرکشی اختیار کرتی ہیں۔(56)

ڈاکٹر وحبہ الزحیلی نشوز کی صورت میں ضرب کو آخری حد سمجھتے ہیں اور ان کے نزدیک یہ ضرب علامتی نوعیت کی ہے اور اس کا مقصد صرف اصلاح ہے۔ ان کی رائے کے مطابق "ایسا ہلکا مارنا جو تکلیف دہ نہ ہو جیسے ہاتھ سے کندھے پر تین بار ہلکی چپت لگنا، یا مسواک یا کسی ہلکی چھڑی سے مارنا، نہ کہ چہرے پر تھپڑ مارنا یا ایسی لاٹھی یا چیز سے جو تکلیف دے۔ اس ضرب کا مقصد صرف اصلاح ہوتا ہے اور مارنا محض علامتی ہوتا ہے۔(57)

محمد علی الصابونی نشوز کو عورت کی انتہائی نافرمانی سے تعبیر کرتے ہیں کہ جب ازدواجی زندگی ناقابل برداشت ہو جائے اور مارنے کی تمام تدابیر میں وہ آخری چارہ کار تسلیم کرتے ہیں اور اس صوت میں عورت کو ہلکا مارنے کو وہ طلاق سے کم نقصان دہ سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک مارنا بعض اوقات وہ علاج ہے جو ان حالتوں میں مفید ہوتا ہے جہاں نرمی محبت اور حسن سلوک سے اصلاح ممکن نہ ہو۔(58)

3.2 برصغیر پاک وہند کے مفسرین اور اہل علم کی عصری تعبیرات

قدیم مفسرین کی طرح معاصر پاک وہند کے مفسرین نے عورت کے نشوز کا مفہوم عورت کی سرکشی اور نافرمانی میں لیا ہے تقریباً یہی مفہوم برصغیر کے مترجمین قرآن کے ہاں بھی ملتا ہے، جیسا کہ شاہ عبد القادر نے نشوز کا ترجمہ "بدخوئی" سے کیا ہے۔ مولانا اشرف علی تھانوی کے ہاں اس کا ترجمہ بد دماغی ہے۔ مولانا احمد رضا خان نے اس کا ترجمہ "نافرمانی" سے کرتے ہیں۔ مولانا محمد جوناگڑھی اس کا ترجمہ "نافرمانی اور بد دماغی" سے کرتے ہیں۔(59)

جہاں تک برصغیر پاک وہند کے معاصر مفسرین اور اہل علم کا تعلق ہے ان میں اکثریت کے نزدیک نشوز سے مراد عورت کی نافرمانی اور ضرب سے مراد ہلکی مار مراد ہے۔ مولانا عبد الماجد دریا آبادی کے نزدیک عورت کے نشوز کے اصل معنی یہ ہیں کہ وہ شوہر کی نافرمانی پر کمربستہ ہو جائے گویا پر مسرت ازدواجی زندگی کی بجائے گھر میں تصادم اور بغاوت ہو جائے اور ان کے نزدیک وعظ و نصیحت کے بعد محض بدگمانی پر دوسری اور تیسری سزاؤں کا قدم اٹھانا جائز نہیں ہے۔ اور ضرب سے مراد بالکل ہلکی مار ہے جس سے چوٹ نہ آئے۔ مولانا دریا آبادی کے

نزدیک ضرب کی تدبیر محض ضرورت کے لیے ہے۔ بلا ضرورت اس کا استعمال بیوی کو ستانے اور تکلیف پہنچانے کے لیے ہر گز درست نہیں۔(60)

مفتی محمد شفیع نشوز کو نافرمانی کے معنوں میں لیتے ہیں اور بین السطور یہ اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اس کو عمومی نافرمانی کے مطلب پر محمول کرتے ہیں جبکہ ان کے نزدیک عورت کو مارنے کی انتہائی مجبوری میں قیود کے ساتھ اجازت دی گئی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"اس کے بعد ان عورتوں کا ذکر ہے جو اپنے شوہروں کی فرماں بردار نہیں یا جن سے اس کام میں کوتاہی ہوتی ہے۔ قرآن کریم نے ان کے اصلاح کے لیے مردوں کو علی الترتیب تین طریقے بتائے یعنی عورتوں کی طرف سے اگر نافرمانی کا صدور یا اندیشہ ہو تو پہلا درجہ ان کی اصلاح کا یہ ہے کہ نرمی سے ان کو سمجھاؤ اور اگر وہ محض سمجھنے پر باز نہ آئیں تو دوسرا درجہ یہ ہے کہ ان کا بستر اپنے سے علیحدہ کر دو۔ اور جو اس شریفانہ سزا و تنبیہ سے بھی متاثر نہ ہو تو پھر اس کو معمولی مار مارنے کی اجازت ہے جس سے اس کے بدن پر اثر نہ پڑے اور ہڈی ٹوٹنے یا زخم لگنے تک نوبت نہ آئے اور چہرے پر مارنے کو مطلقاً منع فرمایا گیا ہے۔ ابتدائی دو سزائیں تو شریفانہ سزائیں ہیں اس لیے انبیاء و صلحاء سے قولاً بھی اس کی اجازت منقول ہے اور اس پر عمل بھی ثابت ہے مگر تیسری سزا یعنی مار پیٹ کی اگرچہ بدرجہ مجبوری ایک خاص انداز میں مرد کو اجازت دی گئی ہے مگر اس کے ساتھ ہی حدیث میں یہ بھی ارشاد ہے کہ اچھے مرد مارنے کی سزا عورتوں کو نہ دیں گے چنانچہ انبیاء سے کہیں ایسا عمل منقول نہیں۔(61)

پیر کرم شاہ الازہری کی رائے میں عورت کے ازراہ غرور و نفرت خاوند کی اطاعت سے سرتابی کرنے کو نشوز کہتے ہیں اور وہ عورت کی ضرب کو غیر مبرح اور مسواک جیسی ہلکی چیز سے مارنے سے تعبیر کرتے ہیں اور گھریلو تشدد کی نفی کرتے ہوئے رائے دیتے ہیں کہ آج کل جہلاء اپنی بیوی کو بھینسوں کی طرح پیٹتے ہیں، اس کی اجازت قطعاً اسلام نے نہیں دی۔(62)

جاوید احمد غامدی نشوز کو عورت کی سرکشی سے تعبیر کرتے ہیں جس سے گھر کا نظام تباہ و برباد ہو جائے۔ ان کے مطابق "اصل نشوز کا لفظ آیا ہے اس کے معنی سر اٹھانے کے ہیں، مگر اس کا زیادہ استعمال اس سرکشی اور شوریدہ سری کے لیے ہوتا ہے جو کسی عورت سے اس کے شوہر کے مقابل میں ظاہر ہو۔ یہ لفظ عورت کی ہر کوتاہی، غفلت یا بے پروائی یا اپنے ذوق اور رائے اور اپنی شخصیت کے اظہار کی فطری خواہش کے لیے نہیں بولا جاتا بلکہ اس رویے کے لیے بولا جاتا ہے جب وہ شوہر کی قوامیت کو چیلنج کر کے گھر کے نظام کو بالکل تلپٹ کر دینے پر آمادہ نظر آتی ہے"۔(63)

جاوید احمد غامدی کے نزدیک پہلا مرحلہ وعظ و نصیحت، دوسرا بے تکلفانہ قسم کا ملنا ترک کرنا اور آخری

مرحلہ جسمانی سزا ہے اور یہ سزا اتنی ہو سکتی ہے جتنی کوئی معلم اپنے زیر تربیت شاگردوں کو یا کوئی باپ اپنی اولاد کو دیتا ہے۔ نبی کریمؐ نے اسی بنا پر اس کی حد غیر مبرح کے الفاظ سے متعین فرمائی ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ایسی سزا نہ دی جائے جو کوئی اثر نہ چھوڑے۔[64]

جاوید احمد غامدی کے برخلاف ان کے شاگرد ڈاکٹر محمد فاروق خان نشوز کو بے وفائی سے تعبیر کرتے ہیں۔ ان کے مطابق لفظ نشوز استعمال کیا گیا ہے جس کے معنی ہیں سرکش، شوریدہ سری اور بغاوت گویا نشوز اصل میں اس حالت کو کہتے ہیں جب ایک عورت کسی دوسرے مرد میں دلچسپی لے کر اپنے شوہر سے بے وفائی کرنے لگے۔ نشوز عورت کی کسی کوتاہی، بے پروائی یا اپنے ذوق رائے اور اپنی شخصیت کے اظہار کی فطری خواہش کو نہیں کہتے۔[65]

ڈاکٹر محمد فاروق خان کے نزدیک آخری چارہ کار کے طور پر بیوی کو ایسی ہلکی مار دی جائے جو اثر نہ چھوڑے۔ ہلکی سزا اس لیے کہ بھاری سزا تو پھر جرائم کی فہرست میں چلی جاتی ہے۔ ڈاکٹر فاروق کے نزدیک نشوز کی حالت کے علاوہ شوہر کو قطعاً یہ حق حاصل نہیں کہ وہ بیوی پر ہاتھ اٹھائے۔ نشوز کی حالت میں بھی ہاتھ اٹھانے کی اجازت صرف اس لیے دی گئی کہ خاندان ٹوٹ پھوٹ سے بچانے کے لیے یہ آخری تدبیر بھی کر لی جائے۔[66]

برصغیر پاک و ہند کے کچھ اہل علم عورت کو ضرب لگانے کو حقیقی معنی میں نہیں لیتے بلکہ علامتی معنی میں لیتے ہیں کہ اس سے مراد تنبیہ اور سرزنش مراد ہے۔ ہندوستان کے معروف عالم دین مولانا وحید الدین خان کے نزدیک واضربوھن کا لفظ مارنے کے معنی میں نہیں ہے۔ بلکہ تنبیہ (Warning) کے معنی میں ہے۔ اس سے مراد دراصل وہ اصلاحی عمل ہے جس کو خیر خواہانہ تنبیہ یا مشفقانہ تنبیہ کہا جا سکتا ہے۔ ان کے نزدیک آیت میں ضرب کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہر شوہر کو یہ حق ہے کہ وہ اپنی بیوی کو مارے اگر ایسا ہوتا تو اس کا نمونہ پیغمبر اسلامؐ کی زندگی میں ملتا، جیسا کہ معلوم ہے پیغمبر اسلام کی کئی بیویاں تھیں اور ان بیویوں نے کئی بار مسائل بھی پیدا کیے مگر پیغمبر اسلام نے کبھی ان میں سے کسی کو نہیں مارا۔[67]

گجرات کے اہل حدیث عالم مولانا عبدالکریم اثری بھی قریب قریب یہی موقف اختیار کرتے ہیں۔ ان کے مطابق واضربوھن سے مراد ہے کہ ان عورتوں کی سرزنش کرو اور یہ سرزنش بھی تادیباً ہونی چاہیے جس سے پیار اور محبت کی بو آئے دشمنی کی نہیں۔ ان کے مطابق ضرب کے معنی صرف ڈنڈے یا ہاتھ سے مارنے ہی کے نہیں ہوتے بلکہ زبان سے بیان کرنے کے بھی ہوتے ہیں۔ مولانا اثری کے مطابق قرآن کریم اور فرمان رسولؐ نے شوہر کو اپنی بیوی کو ڈنڈے یا ہاتھ سے مارنے کا حکم ہرگز نہیں دیا بلکہ بعض مخصوص حالات میں نصیحت کرنے، خواب گاہ

سے الگ رہنے سے حالات درست ہوتے نظر نہ آئیں تو آخر کار تادیباً سرزنش کا فرمایا ہے جو انسانیت کے دائرہ کے اندر رہ کر ازدواجی زندگی قائم رکھنے کا آخری چارہ کار ہے۔[68]

پاک و ہند کے کچھ اہل علم واضربوھن سے جسمانی مار نہیں مراد لیتے بلکہ ان کے نزدیک اس سے مراد دیگر معانی ہیں یعنی ہم بستری یا عارضی علیحدگی ہیں۔

پاکستانی ادیب اور مترجم قرآن احمد علی بھی وافربوھن کو مارنے کے معنی میں نہیں لیتے بلکہ وہ اس کو ہم بستری کے معانی میں لیتے ہیں اپنے انگریزی ترجمہ میں وہ اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں:

"As for women you feel are averse, talk to them suasively, then leave them alone in bed (without molesting them) and go to bed with them (When they are willing).[69]

احمد علی اپنے ترجمہ میں واضربوھن سے مراد لیتے ہیں کہ اپنے بیویوں کے پاس بستروں میں جاؤ اگر وہ راضی ہیں۔ وہ اپنے تشریحی نوٹ میں اپنے موقف کی وضاحت کرتے ہیں کہ راغب اصفہانی اپنی کتاب المفردات فی غریب القرآن میں یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ ضرب کا مطلب مجازی طور پر تعلق قائم کرنا ہے اور وہ محاورہ ضرب الفحل الناقۃ نقل کرتے ہیں جس کا مطلب ہے نر اونٹ نے مادہ اونٹ کے ساتھ تعلق قائم کیا جو لسان العرب نے بھی نقل کیا ہے۔ اس کو یہاں عورتوں کو مارنے کے معنی میں نہیں لیا جا سکتا۔ اس موقف کو نبی اکرمؐ کی ایک مستند حدیث بھی تقویت دیتی ہے جو بخاری مسلم میں موجود ہے کہ کیا تم میں سے کوئی اپنی بیویوں کو غلام کی طرح مار سکتا ہے اور پھر شام کو اس کے ساتھ لیٹ سکتا ہے؟ مزید روایات ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، سند احمد بن حنبل اور دیگر کتب میں موجود ہیں جن میں آپؐ نے کسی عورت کو مارنے سے منع کرتے ہوئے فرمایا: کبھی بھی اللہ کی بندیوں کو نہ مارو۔[70]

ڈاکٹر طاہر القادری کے نزدیک بھی واضربوھن سے جسمانی مار مراد نہیں بلکہ بستر سے علیحدگی مراد ہے۔ وہ اپنے ترجمہ قرآن، عرفان القرآن میں اس آیت کا ترجمہ یوں کرتے ہیں:

ترجمہ: اور تمہیں جن عورتوں کی نافرمانی و سرکشی کا اندیشہ ہو تو انہیں نصیحت کرو اور (اگر نہ سمجھیں تو) انہیں خواب گاہوں میں (خود سے) علیحدہ کر دو اور (اگر پھر بھی اصلاح پذیر نہ ہوں تو) ان سے (تادیباً) عارضی طور پر الگ ہو جاؤ۔"[71]

تحریک منہاج القرآن کے دارالافتاء کے مفتی محمد شبیر قادری واضربوھن کے حوالے سے ڈاکٹر طاہر القادری کے موقف کی وضاحت کرتے ہیں:

"گویا اس آیت مبارکہ میں بیوی کی سرکشی عملاً واقع ہونے یا اس کے اندیشے کے پیش نظر شوہر سے کیا

گیا ہے کہ اولاً بیوی کو سمجھائے، اگر سمجھانے بجھانے سے اس کی سرکشی ختم نہ ہو تو دوسری تدبیر اختیار کرتے ہوئے اس کا بستر الگ کر دے اور اس سے عمل مباشرت روک دے۔ اگر ان دونوں اقدامات سے بھی سرکشی کا سدباب نہ ہو تو تادیباً اس سے علیحدگی اختیار کر لی جائے تاکہ اسے اپنی غلطی کا احساس ہو، یہ اس کی آخری اور حتمی سزا ہے۔ لفظ "واضربوھن" سے یہاں مراد بیوی کو سزا کے طور پر الگ کرنا ہے"۔[72]

ڈاکٹر طاہر القادری کا "واضربوھن" کے حوالے سے تعبیر کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت سے اگلی آیت "وان خفتم شقاق بينهما" سے اس موقف کی تائید بھی ہوتی ہے کیونکہ اس آیت میں میاں بیوی میں جھگڑے کی صورت میں دونوں خاندان کے بزرگوں کو ثالث بنانے کی ہدایت کی گئی ہے اور اس ہدایت پر عمل اس صورت ممکن ہے کہ مرد آخری چارہ کار کے طور پر عارضی علیحدگی اختیار کرے تاکہ دونوں خاندانوں کو حالات کی نزاکت کا معلوم ہو۔

برصغیر پاک و ہند کے کچھ اہل علم کے نزدیک نشوز اور ضرب کی تعبیرات دیگر مفسرین اور علماء سے مختلف ہیں۔ ان کے نزدیک عورت کو مارنے کا حق مرد کو نہیں ہے بلکہ خاندان کے سربراہ اور حاکم وغیرہ کو ہے۔ مولانا عمر احمد عثمانی نشوز کو کھلی بے حیائی سے تعبیر کرتے ہیں اس سلسلے میں وہ سنن ترمذی کی درج ذیل حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔ رسول اللہ ؐ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: "عورتوں کے بارے میں میری عمدہ وصیت یاد رکھو، وہ اپنی جوانی تم پر لٹا کر ادھیڑ ہو جاتی ہیں (حدیث میں عوان کا لفظ آیا ہے اور عوان کے معنی ادھیڑ کے ساتھ ہیں) تمہیں اس صورت میں کہ وہ کھلی بے حیائی کی مرتکب ہوں۔ اس سے زیادہ کا ان پر کوئی حق نہیں کہ انہیں ان کی خواب گاہوں میں اکیلا چھوڑ دو اور انہیں ایسی جسمانی سزا دو جو زیادہ اذیت رساں نہ ہو۔ پھر اگر وہ تمہاری مطیع ہو جائیں تو ان پر (زیادتی) کی راہیں تلاش نہ کرو۔ دیکھو، تمہاری بیویوں پر کچھ تمہارے حقوق ہیں اور تمہاری بیویوں کے کچھ تم پر حقوق ہیں تو تمہارا حق بیویوں پر تو ہے کہ وہ تمہارے بستروں پر ان آدمیوں کو براجمان نہ ہونے دیں۔ جنہیں تم ناپسند کرتے ہو اور تمہارے گھروں میں ایسے آدمیوں کو نہ آنے دیں جنہیں تم ناپسند کرتے ہو اور تمہارے گھروں میں ایسے آدمیوں کو نہ آنے دیں جنہیں تم ناپسند کرتے ہو۔[73]

مولانا عمر احمد عثمانی نے نزدیک مذکورہ حدیث نے نشوز کی وضاحت کر دی اور رسول اللہ ؐ نے بتادیا ہے کہ خواب گاہوں میں تنہا چھوڑنے اور معمولی جسمانی سزا دینے کا حق مردوں کو اس وقت ہے جب عورتوں کی طرف سے کھلی بے حیائی کا صدور ہو رہا ہو۔ اس صورت کے علاوہ مردوں کو ان پر کسی زیادتی کا کوئی نہیں نہیں ہے۔[74]

ڈاکٹر محمد فاروق خان بھی قریب قریب نشوز کا یہی موقف رکھتے ہیں، انہوں نے نشوز کو بے وفائی سے تعبیر کیا ہے جو کھلی بے حیائی کے قریب مفہوم ہے۔[75]

مولانا عمر احمد عثمانی یہ رجحان بھی رکھتے ہیں کہ اس آیت میں خطاب صرف میاں بیوی کو نہیں ہے۔ بلکہ جماعت کو ہے لہذا گھر کا بڑا بزرگ، خاندان کا سربراہ، حاکم وقت، باپ بھائی، شوہر سب اس میں آجاتے ہیں کہ وہ اول عورت کو نصیحت کریں۔ اسے اس کے سونے کے کمرے میں تنہا چھوڑ دیں ان باتوں سے اصلاح نہ ہو تو ایسی جسمانی سزا دیں جو اذیت رساں نہ ہو، بشرطیکہ معاملہ کھلی بے حیائی کا ہو۔[76]

غلام احمد پرویز بھی قریب قریب یہی موقف رکھتے ہیں کہ عورت کو تادیب کا اختیار خاوند کو نہیں بلکہ عدالت کو ہے اور اس آیت میں معاشرے کو خطاب کیا گیا ہے۔ لیکن وہ نشوز کی تعبیر میں مختلف رائے رکھتے ہیں۔ غلام احمد پرویز نشوز سے مراد عورت کا اپنے مخصوص فرائض (اولاد کی پیدائش اور پرورش) سے بغیر کسی معقول عذر کے سرکشی اختیار کرنا ہے۔ اس لیے یہ انفرادی مسئلہ نہیں رہے گا قوم کا اجتماعی مسئلہ بن جائے گا کیونکہ اس کا تعلق تحفظ افزائش نسل سے ہے۔ اس کے لیے معاشرہ کو چاہیے کہ عورتوں کو اس کے بارے میں سمجھایا جائے اگر یہ طریقہ موثر ثابت نہ ہو تو ان کے خاوندوں کو کہا جائے کہ وہ ان سے ازدواجی تعلقات کچھ وقت کے لیے منقطع کر لیں تاکہ اس نفسیاتی اثر سے ان میں ذہنی تبدیلی پیدا ہو جائے اور اگر وہ اس پر بھی باز نہ آئیں تو عدالت انہیں بدنی سزا بھی دے سکتی ہے۔[77] آیت کے خطاب کے حوالے سے مولانا عمر احمد عثمانی اور غلام احمد پرویز کی تعبیر ابن عاشور کی رائے سے قریب تر ہے۔

3.3 جدید اصلاح پسند مفکرین کی تعبیرات

عورت کے نشوز اور ضرب کے مسئلے کو جدید اصلاح پسند مفکرین نے اپنی تعبیرات کا موضوع بنایا۔ اس حوالے سے ان کی تعبیرات قدیم مفسرین اور فقہاء سے کافی مختلف ہیں۔

بعض اصلاح پسند مفکرین نشوز سے عورت کی سرکشی اور نافرمانی مرد کے مقابلے میں مراد نہیں لیتے اور اس طرح ضرب سے جسمانی مار پیٹ مراد نہیں لیتے۔

محمد شحرور نشوز کو قوامیت سے جوڑتے ہیں۔ ان کے نزدیک جو عورت بھی اپنی فکری صلاحیتوں کی بنیاد پر قیادت کے مقام پر فائز ہو یا اسے مال و دولت حاصل ہو اور وہ قوامیت یعنی نگران و ذمہ دار بننے کی اہلیت رکھتی ہو وہ عورتیں اگر ان معیارات سے ہٹ جائیں تو وہ ان عورتوں کا نشوز ہے۔ یعنی وہ عورتیں ان صفات سے روگردانی اختیار کریں۔ محمد شحرور واضر بوهن مں جسمانی مار پٹ مراد نہں لیتے بلکه ان کے نزدلك "واضر

بوا علی ایدیھن بسحب القوامة منھن"یعنی ان عورتوں سے قوامیت (سربراہی، نگہبانی) واپس لے لو۔ (78)

محمد شحرور نشوز وضرب سے متعلق قدیم اور معاصر نقطہ نظر کی اکثریت سے مختلف رائے رکھتے ہیں۔ ان کی رائے کے مطابق مذکورہ آیت میں گھریلو تشدد کی کوئی گنجائش نہیں اور وہ آیت قوامہ کے ذیل میں قوامیت، نشوز اور ضرب کی تعبیر میں صنفی مساوات کے قائل ہیں۔

جدید اسلامی مفکر ابو سلیمان بھی واضربوھن کو جسمانی تادیب کے معنی میں مراد نہیں لیتے بلکہ ان کے مطابق قرآن مجید کی نصوص میں "ضرب" اور اس کے مشتقات تقریباً سترہ مختلف مقامات پر استعمال ہوئے ہیں جن میں اکثر اوقات علامتی معانی مراد لیے جاسکتے ہیں جیسے کہ الگ ہونا، جدا ہونا، چھوڑ دینا، دور ہونا، خارج کرنا، پیچھے ہٹ جانا، سفر کرنا، امتیاز کرنا، یا مارنا وغیرہ۔ (79)

ابو سلیمان کے مطابق قرآن مجید میں "ضرب" کا استعمال جسمانی یا بدنی سزا دینے کے مفہوم میں نہیں آیا ۔ بلکہ نبی اکرمؐ کی عملی سیرت اور متعدد احادیث بھی اس بات کی تائید کرتی ہیں کہ "ضرب" کا مفہوم غیر متشدد ہونا چاہیے۔ لہذا آیت "واضربوھن" کی سب سے موزوں تعبیر جو کہ میاں بیوی کے مابین ہم آہنگی، سکون اور باہمی افہام تفہیم کی بحالی کے سیاق وسباق میں آئی ہے اور جو قرآن کے جامع مقاصد کے ساتھ ہم آہنگ ہو، وہ یہی ہوگی کہ "بیوی سے علیحدہ ہو جانا" "اس سے فاصلے پر چلے جانا یا گھر سے وقتی طور پر رخصت ہونا" تاکہ اختلاف کو آخری کوشش کے طور پر پر امن طریقے سے سلجھایا جاسکے۔ (80)

جدید اصلاح پسند مفکر خالد ابو الفضل بھی واضربوھن سے جسمانی مارپیٹ کی مکمل نفی کرتے ہیں اور اس حوالے سے وہ آیت کو اگلی آیت وان خفتم شقاق بینھما سے جوڑتے ہیں۔ ان کے مطابق وان خفتم شقاق بینھما کا جملہ "واضربوھن" کے بعد آتا ہے۔ وہ اس کو اس بات سے تشبیہ دیتے ہیں کہ جیسے کسی مقدمے کا آغاز کرنے سے پہلے ہی سزا تجویز کر دی جائے۔ اس صورت میں خالد ابو الفضل کے خیال میں شوہر خود ہی مدعی، قاضی اور سزا نافذ کرنے والا بن جاتا ہے۔

خالد ابو الفضل کی مذکورہ رائے کا مطلب یہ ہے کہ "واضربوھن" کے بعد ثالثی کی آیت کا ذکر ہے اور تمام مفسرین کا بیان ہے کہ عورت کے نشوز کی صورت میں چوتھا مرحلہ ثالثی ہے۔ لہذا ثالثی سے پہلے جسمانی مارپیٹ مراد نہیں ہو سکتی۔ (81)

خالد ابو الفضل عورت کو مارنے کے حوالے سے صحابہ کرام اور اہل علم کا نقطہ نظر بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی نے بیویوں کو مارنے سے منع فرمایا، خواہ کسی حملے، یا گالی گلوچ کے ردعمل میں ہی کیوں نہ ہو۔ ابو الفضل

اس بات کا بھی حوالہ دیتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے اسلام قبول کرنے کے بعد کبھی کسی عورت کو نہیں مارا اور حضرت ابو بکر نے بھی اپنی بیوی کو کبھی نہیں مارا۔ فتح مکہ کے بعد نبی کریمؐ نے فرمایا: "عورتوں کو نہ مارو، نہ ان کی توہین کرو اور نہ انہیں ذلیل کرو" خالد ابو الفضل جسمانی مارپیٹ کی ممانعت کے حوالے سے نکتہ بھی اٹھاتے ہیں کہ اگر بیوی کو مارنے کے جواز کے بارے میں ذرا بھی شک پیدا ہو تو متقی حضرات ایسے مشکوک حالات سے اجتناب کریں گے۔ بیوی کو مارنے کی سزا سے اجتناب کو اخلاقی بنیاد پر درست قرار دینے کے لیے خالد ابو الفضل امام شاطبی کا مشاہدہ نقل کرتے ہیں:

"جو چیز اخلاقی بصیرت پر مبنی ہو وہ بدعت مذمومہ نہیں بلکہ خدا کے راستے پر ایک نئی بصیرت ہے"۔

حتیٰ کہ اگر کوئی شوہر اپنی بیوی کو کسی غیر مرد کے ساتھ ناشائستہ حالت میں دیکھے تو بھی خالد ابو الفضل کے مطابق مارنا مناسب رد عمل نہیں ہو گا۔ وہ ابن رشد کی رائے کا ذکر کرتے ہیں اور اس کی تائید کرتے نظر آتے ہیں کہ اگر شوہر اپنی بیوی کو کسی غیر مرد کے ساتھ بستر پر پائے تو شوہر یا تو بیوی کو معاف کرے یا طلاق دے دے لیکن اس سے آگے بڑھنا زیادتی کے زمرے میں آئے گا۔[82]

3.4 مسلم فیمنسٹ مفکرین کی تعبیرات

عورت کے نشوز اور ضرب کے مسئلے کو مسلم فیمنسٹ مفکرین نے اپنی تعبیرات کا موضوع بنایا ہے۔ اس حوالے سے وہ ان آیات کو اپنے نسائی اصول تعبیر و تشریح اور صنفی انصاف اور مساوات کے تناظر میں دیکھتے ہیں۔ عورت کے نشوز اور ضرب کے حوالے سے ان کا موقف ہے کہ اس آیت کو مفسرین اور فقہاء نے مردانہ تسلط کے تناظر میں تعبیر کیا ہے۔ جبکہ اس آیت سے عورت کی مارپیٹ کا کوئی جواز نہیں۔

مسلم فیمنسٹ مفکر رفعت حسن کے مطابق نشوز کا مطلب بیوی کی گھریلو نافرمانی مراد نہیں ہے بلکہ خواتین کی بحیثیت مجموعی اس کردار سے بغاوت مراد ہے جو ان کو بچے پیدا کرنے کے طور پر سونپا گیا ہے۔ رفعت حسن کے نزدیک اگرچہ یہ ضروری نہیں کہ ہر عورت بچے پیدا کرنے کا کردار ادا کرے کیونکہ یہ عورت کا بنیادی کردار ہے۔ تاہم اگر زیادہ خواتین اس کردار کو قبول نہ کریں تو مسلمان معاشرے کی بقاء کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ لہذا رفعت حسن کے نزدیک آیت کے مذکورہ مراحل اس ممکنہ اجتماعی بغاوت سے نمٹنے کے حوالے سے ہے۔ یعنی پہلے نصیحت کرنا، دوسرا علیحدگی اختیار کرنا اور رفعت حسن کے نزدیک ضرب کا مطلب قید میں رکھنا مراد ہے۔[83]

امینہ ودود رفعت حسن سے مختلف رائے رکھتی ہیں۔ امینہ ودود عورت کے نشوز اور ضرب کے حوالے سے ایک جامع انداز تعبیر و تفسیر کا طریقہ اختیار کرتی ہیں۔ ان کے مطابق "نشوز" کا مطلب بیوی کی نافرمانی مراد

نہیں بلکہ شوہر اور بیوی کے مابین تعلقات میں عدم ہم آہنگی یا خلل ہے۔ وہ نشاندہی کرتی ہیں کہ قرآن کی دیگر آیات میں بھی "نشوز" کا لفظ مردوں کے لیے استعمال ہوا ہے۔ لہٰذا نشوز کے لفظ کو صرف عورت کی نافرمانی کے معنی میں محدود کرنا درست نہیں۔ "واضربوھن" کی تعبیر و تشریح کے حوالے سے امینہ ودود کے موقف میں ایک ارتقاء نظر آتا ہے۔ پہلے امینہ ودود کا موقف تھا کہ اس آیت میں بیویوں کو مارنے کا دائرہ بہت محدود کر دیا گیا ہے، اور یہ آیت اس دور کے کلچر اور معاشرے میں رائج بیوی پر لامحدود تشدد کو محدود کرنے کی کوشش تھی۔[84] امینہ ودود کی یہ تعبیر ان اہل علم کی تعبیرات سے ہم آہنگی تھی جن کے نزدیک بیوی کو مارنا جائز ہے لیکن کچھ شرائط کے ساتھ محدود ہے تاہم بعد میں امینہ ودود نے اس روایتی تعبیر سے ہٹ کر صنفی مساوات پر مبنی نقطہ نظر اختیار کیا اور وہ عورتوں پر ہر قسم کے تشدد کو واضح طور پر مسترد کرتی ہیں۔

"اس آیت کے بارے میں کوئی گنجائش نہیں رہتی، حالانکہ میں دو دہائیوں تک مختلف طریقہ کار سے اس کی تعبیر و تشریح کرنے کی کوشش کرتی رہی ہوں۔ مگر اب میں صاف صاف کہتی ہوں کہ میں کسی بھی مرد کے لیے عورت پر "مار" یا کسی قسم کا جسمانی تشدد جائز نہیں سمجھتی"۔[85]

فیمنسٹ مفکر اسماء برلاس بھی نشوز کی تعبیر میں امینہ ودود سے متفق ہیں کہ اس کا مطلب شوہر اور بیوی کے تعلقات میں عدم ہم آہنگی ہے نہ کہ بیوی کی شوہر کے خلاف بغاوت یا نافرمانی۔ اسماء برلاس بھی دیگر فیمنسٹ مفکرین کی طرح "واضربوھن" سے جسمانی مار پیٹ مراد نہیں لیتیں بلکہ ان کے نزدیک "ضرب" کے متعدد معانی ہیں: اس کا مطلب صرف مارنا نہیں بلکہ اس کے معانی میں "مثال قائم کرنا" اور "الگ کرنا" یا "جدا کرنا" بھی شامل ہیں۔[86]

اسماء برلاس کے نزدیک نصوص کی تعبیرات میں مختلف معانی مراد لینے کی گنجائش موجود ہوتی ہے ان کا موقف ہے:

"ہم ایک مثال سے بہت کچھ ثابت نہیں کر سکتے لیکن اس کا مقصد یہ بتانا ہے کہ الفاظ کے ہمیشہ صرف ایک ہی معنی مراد نہیں ہوتے اور دیگر تمام متون کی طرح قرآن مجید بھی مختلف تعبیرات کی گنجائش رکھتا ہے"۔[87]

نشوز اور ضرب کے حوالے سے مسلم فیمنسٹ مفکرین کی آراء سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک نشوز کا معنی عورت کی نافرمانی یا بغاوت مراد نہیں بلکہ دیگر معنی مراد ہیں اور اس طرح فیمنسٹ مفکرین کے "واضربوھن" سے جسمانی مار پیٹ مراد نہیں بلکہ دیگر معانی مراد ہیں۔ اس لحاظ سے جدید اصلاح پسند مفکرین اور مسلم فیمنسٹ مفکرین کی آراء میں کافی مماثلت ہے۔

خلاصہ بحث

عورت کے نشوز اور ضرب کے مدلول کے حوالے سے قدیم مفسرین اور فقہاء کے ہاں اختلاف موجود ہے۔ مفسرین کے نزدیک نشوز سے مراد عورت کی نافرمانی، سرکشی، شوہر کی اطاعت سے انکار یا مباشرت سے انکار وغیرہ شامل ہے۔ اس طرح مفسرین اور فقہاء کے نزدیک عورت کو ضرب مارنے کے مدلول وحدود کے حوالے سے اختلاف موجود ہے۔ کچھ کے نزدیک ایسی مار ہو جو اثر نہ کرے، ہڈی نہ توڑے یا زخمی نہ کرے اور منہ پر مارنے سے اجتناب کیا جائے۔ کچھ کے نزدیک مسواک یا رومال سے ہلکا مارنا مراد ہے۔ کچھ مفسرین اور فقہاء کے نزدیک عورت کو مارنا ناپسندیدہ ہے اور مارنے سے مکمل اجتناب کیا جائے۔ مفسرین اور فقہاء کی ان تعبیرات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ واضربوھن سے گھریلو تشدد بالکل مراد نہیں لیتے۔

معاصر اہل علم بھی عورت کے ضرب اور نشوز کے حوالے سے مختلف تعبیرات کے حامل ہیں۔ کچھ معاصر تعبیرات کے مطابق نشوز سے مراد عورت کی نافرمانی، بغاوت اور گھر کو توڑنے کے مفہوم میں ہے اور عورت کو مارنا آخری چارہ کار ہے اور یہ مار اصلاح کی نیت سے ہونی چاہیے اور اتنی ہو کہ اثر نہ کرے اور شدید نہ ہو۔ کچھ معاصر تعبیرات کے مطابق نشوز سے مراد عورت کی بے وفائی یا بدکاری مراد ہے اور صرف اس صورت میں اس کو مارنے کی اجازت ہے مگر ایسی مار جو اثر نہ کرے اور شدید نہ ہو۔ کچھ معاصر تعبیرات کے مطابق عورت کو نشوز کی صورت میں مارنے کا حق خاوند کو نہیں بلکہ حکام یا عدالت کو ہے۔ کچھ معاصر تعبیرات کے مطابق "واضربوھن" سے مراد مار پیٹ نہیں بلکہ سرزنش یا تنبیہ مراد ہے۔ کچھ معاصر تعبیرات کے مطابق واضربوھن سے جسمانی مار پیٹ نہیں بلکہ مباشرت یا عارضی علیحدگی یا قید کرنا یا ان کو قوامیت کا منصب سے الگ کرنا مراد ہے، اسی طرح نشوز سے مراد عورت کی نافرمانی یا بغاوت نہیں بلکہ میاں بیوی کی عدم ہم آہنگی مراد ہے۔ عورت کے نشوز اور ضرب کے حوالے سے قدیم اور معاصر تعبیرات کے تجزیے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں گھریلو تشدد کی کوئی گنجائش نہیں اور واضربوھن سے عورت پر تشدد کی کوئی گنجائش نہیں نکلتی ہے اور واضربوھن کے مدلول میں تادیب، ہلکی مار، زجر و توبیخ، عارضی علیحدگی وغیرہ مراد ہو سکتے ہیں جن کا مقصد عورت کی تادیب و اصلاح ہے اور قدیم اور معاصر اہل علم کا اتفاق ہے کہ واضربوھن صرف نشوز سے مشروط ہے اور نشوز سے مراد عورت کی عام حالات میں ناراضگی یا عدم التفات مراد نہیں ہے بلکہ گھر کے نظام کو توڑنے اور بغاوت کے مترادف سے تعبیر کیا گیا ہے جو کہ ایک آخری حد ہے۔ لہذا قدیم اور معاصر تعبیرات کی روشنی میں اسلام میں گھریلو تشدد کی مطلقاً کوئی گنجائش نہیں اور حکومت وقت گھریلو تشدد کے حوالے سے قانون سازی کر کے سزا کا نفاذ اور پابندی لگا سکتی ہے۔

حوالہ جات

1- النساء4:34

2- القرطبی، شمس الدین، ابوعبداللہ محمد بن احمد (المتوفی ۶۷۱ھ) الجامع لاحکام القرآن، الطبعۃ الثانیۃ ۱۳۸۴ھ، ج5، ص170-171

3- البلخی، ابو الحسن مقاتل بن سلیمان بن بشیر الازری (المتوفی ۱۵۰ھ) تفسیر مقاتل بن سلیمان، دار احیاء التراث، بیروت، الطبعۃ اولی ۱۴۲۳ھ، ج1، ص371

4- الطبری، محمد بن جریر (المتوفی ۳۱۰ھ)، جامع البیان فی تاویل القرآن، مؤسسۃ الرسالۃ، الطبعۃ الاولی ۱۴۲۰ھ، ج8، ص299

5- ایضاً، ج8، ص309

6- ایضاً، ج8، ص313

7- ایضاً، ج8، ص313-315

8- الزمخشری، ابوالقاسم محمود بن عمرو جاءاللہ (المتوفی ۵۳۸ھ) الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل، دار الکتب العربی، بیروت، الطبقہ الثالثۃ، ۱۴۰۷ھ، ج1، ص506

9- ایضاً، ج1، ص507

10- الرازی، فخر الدین، ابوعبداللہ محمد بن عمر (المتوفی ۶۰۶ھ) مفاتیح الغیب، دار احیاء التراث العربی، بیروت، الطبعۃ الثالثۃ ۱۴۲۰ھ، ج10، ص72

11- ایضاً، ج10، ص72

12- ایضاً، ج10، ص72

13- ایضاً، ج10، ص73

14- القرطبی، شمس الدین، ابوعبداللہ محمد بن احمد، الجامع الاحکام القرآن، ج5، ص170-170

15- ایضاً، ج5، ص172

16- ایضاً، ج5، ص172

17- ابن العربی، القاضی، محمد بن عبداللہ، احکام القرآن، ج1، ص536

18- ایضاً، ج1، ص257

19- ابن کثیر، ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر (المتوفی ۷۷۴ھ) تفسیر القرآن العظیم، دار طیبۃ للنشر والتوزیع، الطبعۃ الثانیۃ ۱۴۲۰ھ، ج2، ص294

20- ایضاً، ج2، ص295

21- ابن عادل، ابو حفص سراج الدین عمر بن علی بن عادل (المتوفی ۷۷۵ھ) اللباب فی علوم الکتاب، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۱۹ھ، ج6، ص365

22- الماوردی، ابو الحسن علی بن محمد البری البغدادی (۴۵۰ھ) النکت والعیون، دار الکتب العلمۃ، بیروت، لبنان۔ والعیون، ج1، ص483

23- ابن عابدین، محمد امین بن عمر، رد المختار، علی الدر المختار (شرکۃ مکتبۃ و مطبعۃ مصطفی البابی، الحلبی ق الطبعۃ الثانیۃ 1386ھ) ج2، ص646

24- الزیلعی، عثمان بن علی، فخر الدین (المتوفی ۷۴۳ھ) تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق و حاشیۃ الشبلی، الناشر: المطبۃ الکبری الامیریۃ بولاق القاہرۃ، الطبعۃ الاولی ۱۳۱۳ھ ج3، ص52

25- راتب عطاء اللہ (قاضی عمان الشرعی) مجموعۃ التشریعات الخاصۃ بالمحاکم الشرعیۃ (دار الثقافۃ والنشر والتوزیع) ص146

26- الدسوقی، محمد بن احمد، حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر، (ناشر: دار القلم) الکلام علی احکام النشوز، ص2، ص343

27- الجملی المالکی، عثمان بن حسنین، سراج المسالک شرح اسھل المسالک، (ناشر: دار صادر، بیروت، الطبعۃ الاولیٰ 1994ء) ج2، ص83

28- الخرشی، ابو عبد اللہ محمد، شرح الخرشی علی مختصر خلیل، باب النکاح، احکام النشوز، (المطبعۃ الکبریٰ الامیریۃ بولاق مصر، الطبعۃ الثانیۃ 1318ھ) ج4، ص7

29- خطیب شربنی، شمس الدین، محمد بن احمد، مغنی المحتاج الی معرفۃ معانی الفاظ، کتاب النکاح، کتاب القسم والنشوز، ج4، ص 415-416

30- ابن القدامۃ، ابو محمد عبد اللہ بن احمد، المغنیق کتاب الولیمۃ، مسالۃ ظہر منھا مایخاف معہ نشوزھا، ج7، ص318

31- البھوتی، منصور بن یونس، کشاف القناع عن متن الاقناع، (ناشر: دار لکتب العلمیۃ) فعل واذا نشزت المراۃ فلا نفقۃ لھا، ج5، ص473

32- الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، طرق تادیب الزوجۃ (دار السلاسل) ج10، ص24

33- ابن قدامۃ، شمس الدین ابو الفرج عبد الرحمٰن بن محمد بن احمد (المتوفی ۶۸۲ھ) الشرح الکبیر علی المقنع، الناشر ہجر للطباعۃ والنشر والتوزیع والاعلان القاہرۃ، الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۱۵ھ، ج7، ص318

34- ابن دقیق العید، تقی الدین محمد بن علی، شرح الالمام باحادیث الاحکام، (دار النوادر سوریا، الطبعۃ الثانیۃ، 1430ھ) ج 2، ص214

35- الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، ج40، ص298

36- الجندی المالکی، ضیاء الدین، التوفیع فی شرح المختصر الفرعی لابن الحاجب،(الناشر: مرکز نجیبویۃ للمخطوطات والخدمۃ التراث الطبعۃ الاولیٰ،1429ھ)ج4،ص266
37- الکاسانی، علاؤالدین، ابو بکر بن مسعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ج2،ص334
38- الدسوقی، محمد بن احمد ق حاشیہ الدسوقی علی الشرح الکبیر، الکلام علی احکام النشوز، ج2،ص343
39- الماوردی، ابو الحسن علی بن محمد، الحادی الکبیر فی فقہ مذہب الامام الشافعی، کتاب الصداق، باب نشوز المراۃ علی الرجل ج 9،ص598
40- ابن حزم الاندلسی، ابو محمد علی بن احمد، المحلی بالاثار، ج9،ص176-175
41- الموسوعۃ الفقہیۃ، الکویتیۃ، ج40،ص300-299
42- محمد رشید رضا (المتوفی ۱۳۵۴ھ) تفسیر المنار، الھیئۃ المصریۃ العالمۃ لکتاب، ۱۹۹۰ءق، ج5،ص59
43- ایضاً، ج5،ص60-61
44- ایضاً، ج5،ص62
45- المراغی، احمد بن مصطفیٰ، تفسیر المراغی، ج5،ص28-29
46- ایضاً، ج5،ص29
47- ابوزہرہ، محمد بن احمد بن مصطفیٰ، زھرۃ التفاسیر، ج3،ص1669
48- ایضاً، ج3،ص1670
49- ایضاً، ج3،ص1670
50- ابن عاشور، محمد طاہر بن محمد بن محمد طاہر بن عاشور (المتوفی ۱۳۹۳ء) التحریر والتنویر الدار التنونسیۃ، تونس سنۃ النشر ۱۹۸۴ء، ج5،ص41
51- ایضاً، ج5،ص43
52- البقرۃ2:229
53- ابن عاشور، محمد طاہر بن محمد بن محمد طاہر بن عاشور (المتوفی ۱۳۹۳ء) التحریر والتنویر الدار التنونسیۃ، تونس سنۃ النشر ۱۹۸۴ء، ج5،ص43
54- ایضاً، ج5،ص44
55- ایضاً، ج5،ص43
56- الزحیلی، وھبۃ بن مصطفیٰ التفسیر الوسیط، دار الفکر دمشق، الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۲۲ء، ج1،ص317

57- ایضاً، ج1، ص317

58- الصابونی، محمد علی، روائع البیان تفسیر آیات الاحکام، مؤسسۃ مناہل العرفان، بیروت، الطبعۃ الثالثۃ ۱۴۰۰ھ، ج1، ص255

59- بخاری، محمد صدیق، نور القرآن، (سوئے حرم پبلی کیشن، لاہور) ج3، ص133-134

60- دریابادی، عبد الماجد، مولانا، تفسیر ماجدی مکمل، پاک کمپنی اردو بازار، لاہور، ص226-225

61- مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، ادارہ المعارف، کراچی، 1412ھ، ج2، ص489

62- الازہری، کرم شاہ، پیر، ضیاء القرآن، ناشر: ضیاء القرآن پبلکیشنز گنج بخش روڈ، لاہور، 1995ء، ج1 343

63- غامدی، جاوید احمد، البیان، المورد، ادارہ علم و تحقیق، لاہور، جولائی 2018ء، ج1، ص489

64- ایضاً، ج1، ص490

65- محمد فاروق خان، ڈاکٹر، قرآن مجید آسان ترین ترجمہ و تفسیر، ص215

66- ایضاً، ص215-216

67- وحید الدین خان، مولانا، عورت معمارِ انسانیت، گڈورڈ بکس پرائیویٹ لمٹیڈ، نئی دہلی 2004، ص32-31

68- اثری، عبد الکریم، مولانا، سوال اٹھتا ہے؟ انجمن اشاعتِ اسلام، ٹھٹھہ عالیہ ضلع منڈی بہاو الدین اگست ۲۰۱۲ء، ص40-41

69 -Ali, A. (1988). Al-Qur'an: A contemporary translation (pp.78-79) Princeton University Press

70 - Ibid, pp.78-79

71 - Irfan-ul-Quran. (n.d.). Surah an-Nisa with English translation by Dr. Muhammad Tahir ul Qadri. Retrieved [24-03-1025], from https://www.irfan-ul-quran.com/english/Surah-an-Nisa-with-english-translation

72 - Ahmed Owais. (2018, October 31). What is Sharia's ruling on bodily disciplining of one's wife? Fatwa Online. Retrieved [02-04-2025], from https://thefatwa.com/urdu/questionID/5055/…

73- الترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، الجامع الکبیر (سنن الترمذی) باب ماجاء فی حق المراۃ علی زوجھا، رقم الحدیث 1163، ج3، ص459

74- عثمانی، عمر احمد، مولانا، فقہ القرآن، ادارہ فکر اسلامی گارڈن ایسٹ کراچی، جنوری 2003ء، ج3، ص396

75- محمد فاروق خان، ڈاکٹر، قرآن مجید آسان ترجمہ و تفسیر، ص215

76- عثمانی، عمر احمد، مولانا، فقہ القرآن، ادارہ فکر اسلامی گارڈن ایسٹ کراچی، جنوری 2003ء ج3، ص396

77- پرویز، غلام احمد، قرآنی قوانین، طلوع اسلام ٹرسٹ، لاہور مئی 1998، ص90

78- محمد شحرور، نحو اصول جدیدۃ للفقہ الاسلامی، فقہ المرآۃ، الاھالی لطباعۃ والنشر والتوریع، دمشق، ۲۰۰۰ء، ص323

79 -Abu Sulayman, A. H. (2003). Marital discord: Recapturing the full Islamic spirit of human dignity (Occasional Papers Series II) (pp.20-21) London: The International Institute of Islamic Thought.
80 - Ibid, pp.24
81 - Abou El-Fadl, K. (2005). The search for beauty in Islam: The conference of the books (pp. 168-170) Rowman & Littlefield.
82 - Ibid, pp.172-187
83 - Hassan, R. (1995). Women, rights and Islam: From the I.C.P.D to Beijing. (pp. 265–266) NISA Publication.
84 - Wadud, A. (1999). Qur'an and woman: Rereading the sacred text from a woman's perspective (pp.76) Oxford University Press
85 - Wadud, A. (2006). Inside the gender jihad: Women's reform in Islam. (pp.20) Oneworld
86 - Barlas, A. (2019). Believing women in Islam: Unreading patriarchal interpretations of the Qur'an (Revised ed.) (pp.3-4) University of Texas Press.
87 - Ibid, pp.4